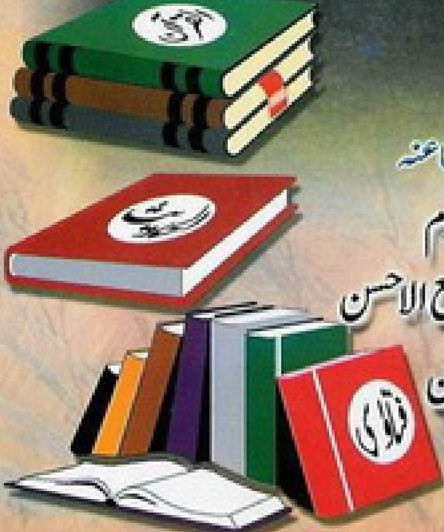
بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ (الآیۃ)

احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر





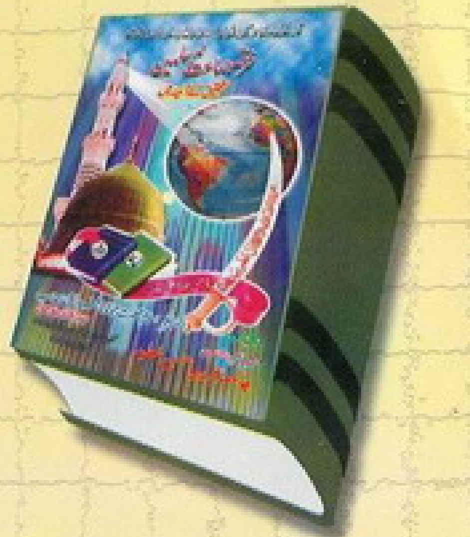
تصنیف

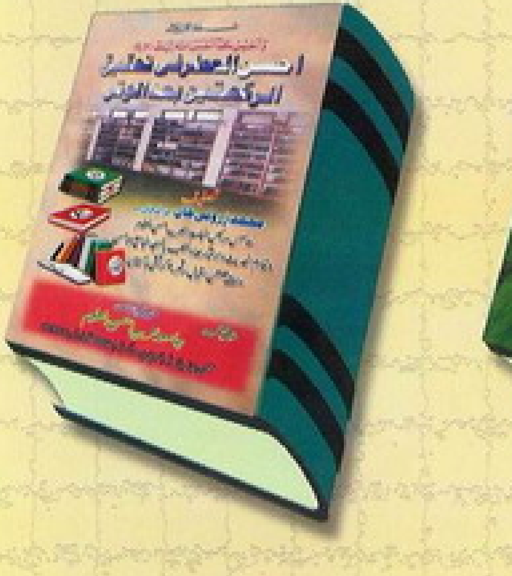
محمد زرولی خان عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مؤسس ورئیس الجامعۃ العربیہ احسن العلوم
وخادم الحدیث والافتاء بہا والخطیب بالمسجد الجامع الاحسن
منطقہ جلشن اقبال، رقم ۲، کراتشی باکستان

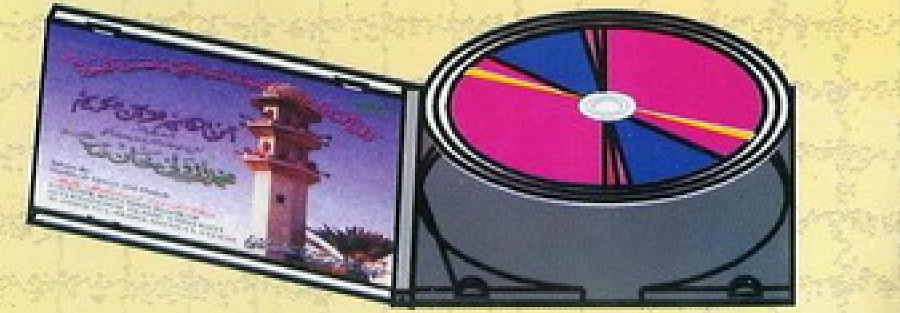
شائع کردہ: شعبہ نشر واشاعت
جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پوسٹ بکس نمبر: 17656 ٹیلی فون نمبر: 4818210











جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر و اشاعت (پرنٹ میڈیا) سے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم کی

حسبِ ذیل تصانیف دستیاب ہیں۔

- بدعتیوں کے درود کی شرعی حیثیت۔
- پیغامِ مسرت۔
- احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر۔
- احسن المقال فی رد صیام ستۃ شوال۔
- احسن المسائل والفضائل (رمضان شریف کے احکامات)

علاوہ ازیں دیگر کتب حسب ذیل ہیں۔

- تفسیر حسن بصری۔
- علماء حق پر علمائے سو کا بہتان عظیم۔
- دعوت فکر و نظر۔
- احسن التحقیقات۔
- فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں۔
- صرف سفید عمامہ سُنت ہے۔
- غلمانِ انگریز۔
- النہر الفائق ۔۔ ۴۰ سال سے نایاب ہونے کے بعد منصۂ شہود پر آرہی ہے (زیر طبع)
- رضا خانی مذہب۔
- مبتدعین کے بارے میں دو ٹوک فتوی۔
- شیعہ مذہب کے چالیس مسائل۔

واحسن کما احسن اللہ الیک (الآیۃ)

جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر و اشاعت (الیکٹرونکس میڈیا) سے

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی

کی حسب ذیل تقاریر دستیاب ہیں۔

دورہ تفسیر کے مکمل کیسٹس

جمعۃ المبارک کی تقاریر کے کیسٹس

جمعۃ المبارک کے بعد فقہی مجلس میں سوالات و جوابات کی نشست کی کیسٹس

۲۰۰ گھنٹے کے دورہ تفسیر کے بیانات صرف دو CD میں دستیاب ہیں۔

کمپیوٹر M.P.-3, CD

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واحسن کما احسن اللہ الیک (الآیۃ)

أَحْسَنُ الْعِطْرِ فِي تَحْقِيقِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ

تصنیف

حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی

بانی و مہتمم

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم و خطیب جامع مسجد احسن

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احسن العطر

فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر

الحمد للہ رب العالمین وسلامٌ علی عبادہ المرسلین لا سیّما علی سید الاولین والآخرین امام الانبیاء و المتقین شفیع المذنبین یوم الدین وعلی آلہ اصحابہ افضل الخلائق بعد النبیین

اما بعد! احسن المسائل والفضائل کے نام سے ایک رسالہ ہمارا شائع ہوا تھا جس میں رمضان شریف کے بعض ضروری مسائل بیان کئے گئے تھے۔ وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کی جو عادت ہے کہ ______ بعض حضرات ______ وتروں کے بعد کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دو رکعت نفل بھی پڑھتے ہیں جبکہ محققین کے نزدیک وتروں کے بعد کوئی نفل پڑھنا خلاف تحقیق اور غیر مستحب ہے۔ اور اس قسم کے تمام نوافل وتروں سے پہلے پڑھنا چاہیے اُس وقت احسن المسائل میں ہم نے اختصار کے ساتھ عوام کی اصلاح اور اہل علم کی اطلاع کے لیے یہ عرض کیا تھا کہ فقہاءِ دین اور آئمہ مجتہدین وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی وتروں کو آخر میں پڑھنے کے بارے میں اور آپؐ کا عمل مبارک بھی وتروں کو آخر میں پڑھنے کا تھا۔ ہماری فقہ حنفی کی کسی مستند کتاب میں وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کو نہیں لکھا ہے۔

بلکہ نور الایضاح اور قدوری سے لے کر ہدایہ اور فتح القدیر تک اور خلاصۃ الفتاویٰ سے عالمگیری اور شامی تک، بحر الرائق، نصب الرایہ، بزازیہ، قاضی خان، وغیرہ تمام مستند اور معتمد کتب میں وتروں کو آخر میں پڑھنے کو بہتر اور افضل فرمایا ہے۔ وتروں کے بعد کے نفل تو ذکر ہی نہیں کیا۔ اس سلسلے میں چونکہ بعض اہل علموں کی طرف سے کچھ اشکالات سامنے آئے اس لیے راقم الحروف نے اس موضوع پر رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا جو انشاء اللہ العزیز اس بحث کے لیے معلومات و تسلی کا باعث ثابت ہوگا۔

زیر نظر رسالہ حاشا وکلا کوئی نئی چیز منوانے یا علماء کو کسی چیز پر مجبور کرنے کے لئے ہرگز نہیں لکھا گیا بلکہ ارباب علم کی خدمت میں دعوت علمی ہے اس بارے میں اگر حدیث اور رجال سمجھنے والے حضرات کچھ فرمادیں تو انشاء اللہ العزیز دل کی گہرائیوں سے بصد تشکر صرف قبول نہیں بلکہ اطاعت کی جائیگی ہاں بات فن کی ہوگی اور موضوع سے متعلق! جو لوگ حدیث اور رجال سمجھے بغیر صرف عوام کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ان کو اتنا عرض ہے سے

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں
آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے۔

نمبر ۲ جو حضرات ذوق علم رکھتے ہوں اور رسالہ ہذا کو غور سے پڑھیں وہ یقیناً وتروں سے پہلے نفل پڑھنے کو ترجیح دیں گے جو اس رسالہ ہذا کا مقصدِ تصنیف ہے۔ مگر جو حضرات رسالہ ہذا کو پڑھنے کے بعد بھی نہ سمجھیں تو اُن سے معذرت ہے۔ اگر وہ حسب سابق پڑھنا چاہیں تو پڑھتے رہیں، ہمیں اُن سے کوئی سروکار نہیں۔

نمبر ۳ زیر نظر رسالہ چونکہ وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے سے متعلق ہے اس لیۓ دیگر نوافل و سُنن کی بحث سے اس میں اجتناب کیا

گیا ہے تہجد کا ذکر بھی ضمناً آچکا ہے، جیسا کہ قارئین حضرات پر واضح ہوگا سنن ونوافل کے طویل ابحاث کے لئے ہمارا مستقل رسالہ انشاء اللہ العزیز قریب الطباعت ہے جو "احسن المراتب بذیل النوافل والرواتب" کے نام سے شائع ہونے والا ہے۔

اَحسن العِطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر

رکعتین بعد الوتر پر بحث کرتے ہوئے علماءِ حنفیہ کے سرخیل اور رجال و اسانید کے ماہر شیخ جمال الدین زیلعیؒ نصب الرایہ میں رقمطراز ہیں۔

حدیث فی الصلاۃ بعد الوتر، اخرجہ مسلم، عن عائشۃؓ فی حدیث طویل، قالت کنا نعد لہ سواکہ وطہورہ، فیبعثہ اللہ ماشاء ان یبعثہ من اللیل فیتسوک ویتوضاء ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیہن الا فی الثامنۃ فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم یسلم تسلیما یسمعنا ثم یصلی رکعتین بعد ما یسلم، وھو قاعد، وفی لفظ، کان یصلی ثمان رکعات، ثم یوتر، ثم یصلی رکعتین وھو جالس، فاذا اراد ان یرکع، قام فرکع، قال النووی فی "الخلاصۃ" ورویت صلاۃ الرکعتین بعد الوتر، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث ابی امامۃؓ وانسؓ وام سلمۃؓ وثوبانؓ ومعظمہا ضعیف، وحدیث عائشۃؓ محمول علی انہ علیہ السلام فعلہ مرۃ، او مرات، لبیان الجواز فان الروایات الصحیحۃ عن عائشۃؓ وخلائق من الصحابۃ، ان آخر صلاتہ فی اللیل، کان وترا، مع حدیث ابن عمرؓ، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال، اجعلوا آخر صلاتکم اللیل

وترا " متفق علیہ واللہ اعلم انتہیٰ کلامہ"

نصب الرایہ، ج-۲ ص۱۳۷

ترجمہ(۱) وتروں کے بعد نماز کی حدیث کو امام مسلمؒ نے حضرت عائشہؓ سے طویل نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کی مسواک اور آپ کے وضو کا پانی تیار رکھتے تھے، بس اللہ آپ کو اٹھنے کی توفیق عطا فرمادیتے جب بھی آپ رات کو اٹھتے مسواک فرماتے وضو کرکے نو رکعات پڑھتے آٹھ رکعات کے بعد آپ بیٹھ جاتے۔ اللہ کا ذکر اور بڑائی بیان کرنے میں مصروف رہتے۔ پھر سلام پھیرتے اور ہمیں سناتے۔ سلام کے بعد دو رکعات پڑھتے اور آپ بیٹھے ہوئے ہوتے اور یہ بھی لفظ ہیں کہ آپ آٹھ پڑھتے پھر دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے۔ بس جب آپ رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہوکر رکوع فرماتے۔ امام نوویؒ نے خلاصہ میں کہا ہے کہ وتروں کے بعد دو رکعات حضرت ابو امامہؓ انسؓ ام سلمہؓ اور ثوبانؓ سے مروی ہے۔ لیکن یہ روایات بنیادی طور پر ضعیف ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کی روایت بیان جواز پر محمول ہے اس لئے کہ صحیح روایات حضرت عائشہؓ سے اور دیگر مخلوقات صحابہ سے یہ ہیں کہ آپ کی آخری نماز وتر ہوتی تھی۔ ابن عمرؓ کی حدیث رسول اللہؐ سے یہ ہے کہ تم رات کو آخری نماز وتر پڑھو۔

نصب الرایہ ج-۲ ص۱۳۷

امام زیلعیؒ نے وتر کے بعد کے نوافل کی روایات کو ضعیف قرار دیا۔ اور رات کو آخری نماز وتر بنانے کو صحیح ترین روایت قرار دے دیا اور یہی حق ہے۔

محقق علی الاطلاق وکیل الحنیفہ بالاتفاق حافظ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں

او تر قبل النوم ثم قام من اللیل فصلی لا یوتر ثانیا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا وتران فی لیلۃ ولزمہ ترک المستحب المفاد بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا لانہ لا یمکن شفع الاول لامتناع، التنفل برکعۃ او ثلاث، فتح القدیر ج-۱- ص۳۸۳

ترجمہ۲

سونے سے پہلے وتر پڑھ لئے پھر رات کو کھڑے ہوکر اور نماز پڑھی وتر دوبارہ نہ پڑھے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رات میں دو وتر پڑھنے سے منع فرمایا۔ ہاں وتروں کے بعد نفل پڑھنے سے مستحب کا ترک لازم آگیا جو تقاضہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا جس میں آپؐ نے فرمایا کہ وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ۔ اس لئے کہ وتروں کے بعد نماز پڑھنے سے وتر کا آخر میں ہونا ختم ہوجاتا ہے۔ فتح القدیر ج-۱ ص۳۸۳

ابن القاسم کہتے ہیں، وسألت مالکاً عن الرجل یوتر فی المسجد ثم یرید ان یتنفل فی المسجد قال یترک قلیلا ثم یقوم فیتنفل ما بدالہ، قلت فان اوتر فی المسجد ثم انقلب الی بیتہ أیرکع ان شاء قال نعم" المدونۃ الکبری" ج-۱ ص۹۸

ترجمہ۳ ابن القاسم کہتے ہیں کہ میں نے مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے مسجد میں وتر پڑھ لیے، پھر اس کا ارادہ ہوا مسجد میں نفل پڑھنے کا؟

امام مالک نے جواب دیا۔ کچھ دیر ٹھیرے پھر کھڑے ہوکر نفل پڑھ سکتا ہے۔

ہیں نے کہا اگر مسجد میں وتر پڑھنے کے بعد گھر چلا گیا اور وہاں نفل پڑھنا چاہیں۔ اس پر مالکؒ نے فرمایا ہاں پڑھ سکتا ہے۔

المدونۃ الکبری ج۔۱ ص۹۸

رکعتین بعد الوتر کی جملہ روایات رکعتین قبل الوتر پر محمول ہوسکتی ہیں جیسا کہ محدث کبیر الشیخ البنوریؒ نے شرح ابواب الوتر میں لکھا ہے ص۹۳، امام بیہقیؒ نے رکعتیں بعد الوتر کے تمام طرق نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ قال الامامؒ یحتمل ان یکون المراد بہ رکعتان بعد الوتر ویحتمل ان یکون اراد فاذا اراد ان یوتر فلیرکع رکعتین قبل الوتر" السنن الکبری للبیہقی ج۔۳ ص۳۳

ترجمہ: دو رکعات وتروں کے بعد پڑھی گئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے یہ دو رکعات وتروں سے پہلے کی ہوں۔ السنن الکبریٰ للبیہقی۔ ج۔۳ ص۳۳

حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں کہ میں احتمال ثانی یعنی رکعتین قبل الوتر کو اختیار کرتا ہوں اور میرے شیخ امام العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے "کشف الستر" کے اندر اختیار فرمایا ہے،

ایسا ہی ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ میں اور طبقات شافعیہ میں بھی رکعتین قبل الوتر کو اختیار کیا ہے۔ امام بیہقی نے یہ ظاہر فرمایا ہے۔ کہ وتر کے بعد رکعتین منسوخ ہوئی ہیں، چنانچہ انھوں نے باب باندھا ہے۔ باب من قال یجعل آخر صلاتہ وترا وان الرکعتین بعدھا ترکتا، بیہقی۔ ج۔۳ ص۳۴"

امام بیہقی نے آخریت وتر کے سلسلے میں تمام روایات باسانید جلیلہ صحیحہ نقل فرمائی جن سے آخر میں وتر پڑھنے کی تاکید ثابت ہوتی ہے امام دارمیؒ اور امام دار قطنیؒ وغیرہ بزرگوں نے اپنے سنن میں یہ

روایت نقل کی ہے کہ وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جائیں۔ یہ تہجد کے قائم مقام ہونگیں اس سلسلے میں اسانید سے قطع نظر امام بیہقیؒ نے ان دو رکعت کو قبل الوتر پر محمول فرمایا ہے اور حافظ ابن ہمامؒ نے وتروں کے بعد نفل کو غیر مستحب یعنی خلاف اولیٰ فرمایا ہے، ابن عابدینؒ شامیؒ نے فتاویٰ شام کے اندر عشاء کے بعد جو نفل پڑھے جائیں وہ تہجد کے قائم مقام معتبر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ شام جلد۱ ص۴۵۹۔

ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

وما کان بعد صلوۃ العشاء ھو من اللیل وھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بتنفل بعد صلوۃ العشاء قبل النوم۔ فتاویٰ شام جلد۱ ص۴۵۹۔

امام بخاریؒ نے رکعتین بعد الوتر کی روایت کو اعتناءً ذکر نہیں فرمایا اس لیے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک جو روایت قابل اعتبار ہوتی ہے اس پر باب باندھتے ہیں چنانچہ محدث العصر حضرت بنوریؒ نے بھی شرح ابواب الوتر میں یہی جواب دیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص۴۱"

بلکہ امام بخاریؒ نے باب یوں باندھا، باب لیجعل آخر صلوتہ وترا۔ بخاری۔ ج۔۱ ص۱۳۶۔ اس کے بعد امامؒ نے حدیث اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا" نقل فرمائی جو باتفاق محدثین والفقہا اصح ترین روایت ہے جیسا کہ زیلعی کے بیان سے ظاہر ہوا ہے۔

واضح رہے کہ بخاریؒ کے ابواب الوتر میں رکعتین بعد الوتر کے قولاً وفعلاً خلاف موجود ہے۔ ہم بطور نمونہ کے کچھ عرض کرتے ہیں۔ قولی روایت تو ابن عمرؓ کی گزر گئی قولاً دوسری بھی ابن عمرؓ کی ہے۔ چنانچہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ان رجلاً سائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوۃ اللیل

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعۃ واحدۃ یوتر لہ۔ بخاری ص۱۳۵ ج ۱۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز پوچھی آپؐ نے فرمایا کہ رات کو دو دو رکعت نفل پڑھنا چاہیئے۔ جب صبح ہونے لگے تو (دو کے ساتھ) ایک اور رکعت ملا دی جائے اور وتر پڑھ لیا جائے۔ اس روایت میں صاف صریح الفاظ کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز کے آخر میں وتر بیان فرمائے۔ اور دو رکعت بعد الوتر کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ چنانچہ اسی روایت کے ذیل میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ واستدل بھذا علی انہ لاصلوٰۃ بعد الوتر۔ یعنی اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے، کہ وتروں کے بعد (نفل کی) کوئی نماز نہیں ہے۔ فتح الباری جلد ۲ ص۳۹۹ حافظ ابن حجرؒ نے ابو سلمہؓ کے واسطے سے حضرت عائشہؓ کی روایت کو نقل کر کے علماء کی طرف سے جواب دیدیا۔

روایت یوں ہے کانؐ یصلی رکعتین بعد الوتر جالساً آپؐ وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

اجاب من لم یقل بذلک بان رکعتین المذکورتین ھما رکعتا الفجر فتح الباری جلد ۲ ص۳۹۹، اس بات کی انشاء اللہ العزیز ہم مزید وضاحت کریں گے کہ وتروں کے بعد کی رکعت کی کی جملہ روایات یا تو ضعیف ہیں اور یا رکعتین فجر کی ہیں اور یا رکعتین قبل الوتر پر محمول ہیں۔ کما فی البیہقی و المرقات للقاری وشرح ابواب الوتر للبنوریؒ . . . حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے گھر رات کو ٹھہرا تا کہ حضور علیہ السلام کے معمولاتِ شب دیکھ سکوں۔ اس تفصیلی روایت کے آخر میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ثم صلی رکعتین ثم صلی رکعتین ثم صلی رکعتین ثم صلی رکعتین ثم صلی رکعتین ثم صلی رکعتین ثم اوتر ثم اضطجع حتی جاء المؤذن فقام فصلی رکعتین ثم

خرج فصلی الصبح بخاری جلد ۱ ص۱۳۵ اس روایت میں تمام نوافل وتر سے پہلے ہیں۔ وتروں کے بعد آپؐ نے جو دو رکعت پڑھی ہیں وہ رکعتین قبل الفجر ہیں ایسے ہی بخاری شریف میں ابن سیرینؒ کے حوالہ ابن عمرؓ کی روایت ہے کان النبیؐ یصلی من اللیل مثنیٰ مثنیٰ و یوتر برکعت و یصلی رکعتین قبل صلوٰۃ الغداۃ۔ یعنی حضورؐ رات کو دو دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ آخر میں ایک اور ملا کر وتر پڑھ لیتے تھے۔ وتروں کے بعد نماز فجر سے پہلے دو رکعت سنت فجر پڑھتے تھے۔ اس روایت میں بھی تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کے بعد جو دو رکعت پڑھتے تھے وہ فجر سے پہلے کی دو سنتیں ہوتی تھیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں روایت ہے جس میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عائشہؓ سے حضورؐ کی رات کی نماز جو آپؐ رمضان شریف میں پڑھتے تھے دریافت فرمائی۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔ ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدیٰ عشرۃ رکعۃ یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثا۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں اور اس طرح رمضان کے علاوہ بھی رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے جن میں آخری تین رکعت وتروں کی ہوتی تھیں۔ بخاری جلد ۱ ص۱۵۴ اس روایت میں آخری نماز وتر کی ہے۔ وتروں کے بعد کوئی نفل نہیں ہے۔ واضح رہے کہ اس روایت میں آٹھ رکعت نماز تہجد قرار دے دی گئیں ہیں۔ چنانچہ بدرالدین عینی حنفیؒ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعت نماز تہجد آپؐ عام طور پر پڑھتے تھے لہذا اس سے مزید کی نفی لازم نہیں آتی۔ عمدۃ القاری ص۸ ج۴ چنانچہ

ابن عمرؓ کی روایت جو بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶ کے حوالہ سے اوپر گزری ہے اس میں تہجد کی بارہ رکعت مذکور تھی جب کہ حضرت عائشہؓ کی اس روایت میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے۔ محدثین اور فقہاء نے لکھا ہے کہ آپؐ کبھی کبھی بارہ رکعت بھی پڑھتے تھے۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے بارہ رکعت تہجد کا قول نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو شمائل ترمذی صفحہ ۲۱۹ ابن عابدین نے فتاویٰ شام جلد اول صفحہ ۴۶۲ میں لکھا ہے کہ تہجد کی کم از کم دو رکعت ہیں واکثرہٗ ثمان اور انتہائی آٹھ رکعت کی ہے۔ یہ قول بھی عام حالات کے مطابق ہے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کے ذیل میں بدرالدین عینیؒ نے فرمایا ہے کہ صرف انتہائی نماز تہجد تو بارہ رکعت ہی ہے جس کی وضاحت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے۔ بعض لوگوں نے حضرت عائشہؓ کی روایت میں آٹھ رکعت کو نماز تراویح سمجھا ہے مگر محققین نے اس کو نادانی اور حدیث سے غفلت پر محمول کیا ہے۔ ورنہ حضرت عائشہؓ تو خود فی رمضان ولا فی غیرہ فرماتی ہے۔ پھر تو رمضان شریف کے علاوہ بھی غیر مقلد حضرات کو تراویح کی نماز پڑھنی پڑے گی۔ سچ کہا کسی نے سے عکس نام نہد زنگی را کافور

شعر ــــ الجھا ہے پاؤں یار کے زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے جال میں صیاد آگیا

ایسے ہی امام بخاریؒ نے ایک اور باب باندھا ہے۔ بابٌ کیف صلوٰۃ اللیل وکیف کان النبیؐ یصلی باللیل۔ اس کے بعد ابن عمرؓ کی روایت نقل فرمائی جس کے آخر میں صرف وتر ہے۔ حضرت عائشہؓ سے ان کے شاگرد مسروقؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز پوچھی فقالت سبعٌ وتسعٌ واحدیٰ عشر

سوی رکعتی الفجر۔ اس میں بھی رات کی آخری نماز یعنی وتروں کے بعد رکعتین قبل الفجر ہے۔ وتروں کے بعد کے اور نفلوں کا ذکر نہیں اس سے زیادہ واضح حضرت عائشہؓ کی روایت موجود ہے۔ عن عائشۃؓ قالت کان النبی صلی علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ منہا الوتر ورکعتا الفجر بخاری ج۔۱ صفحہ ۱۵۳ ...

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ ۱۳ رکعت پڑھتے تھے، جن میں وتر اور رکعتین قبل الفجر بھی ہوتی تھیں۔ راقم آثم ندوی عرض کرتا ہے کہ جس روایت میں صدیقہؓ نے گیارہ ۱۱ رکعت کو ذکر فرمایا۔ اس میں رکعتین قبل الفجر سمیت تیرہ ۱۳ ہوگئیں۔ اس آخری روایت میں وتر اور فجر کی سنتیں مذکور ہیں۔ اس کے ذیل حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ وینبغی ان یستحضر ھنا ما تقدم فی ابواب الوتر من ذکر رکعتین بعد الوتر والاختلاف ھل ھما الرکعتان بعد الفجر او صلوۃ مفردۃ بعد الوتر ویؤیدہ ما وقع عند احمدؒ وابی داؤد من روایۃ عبد اللہ بن ابی قیس عن عائشۃؓ بلفظ کان یوتر باربع وثلاث وست وثلاث وثمان وثلاث وعشر وثلاث ولم یکن یوتر باکثر من ثلاث عشر ولا انقص من سبع وھذا اصح ما وقفت علیہ من ذالک وبہ یجمع بینما اختلف عن عائشۃؓ من ذالک واللہ اعلم بالصواب۔ فتح الباری جلد ۔۳ صفحہ ۱۷۔

حافظ کی تفصیلی تحقیق و تطبیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ابواب الوتر میں وتروں کے بعد جو دو رکعت مذکور تھیں اس میں اختلاف تھا کہ وہ

رکعتین قبل الفجر ہیں یا رکعتین بعد الوتر۔ یہاں یہ بات واضح ہوئی کہ وہ رکعتین قبل الفجر تھیں جس کی تائید مسند احمد سنن ابی داؤد کے اندر عبداللہ بن قیس کی روایت جو حضرت عائشہؓ سے ہے' اس سے ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت کے ساتھ تین رکعت چھ کے ساتھ تین رکعت آٹھ کے ساتھ تین رکعت اور دس کے ساتھ تین رکعت پڑھتے تھے۔ اس روایت میں تین کے بعد کوئی ذکر مزید نوافل کا نہیں ہے اور جو دو رکعت بعض روایات میں ہے ان کا ذکر یہاں صراحت سے ہوا منھا الوتر و رکعتا الفجر کہ وتروں کے بعد وہ دو رکعت سنت فجر تھی۔ حافظ ابن حجرؒ نے ھذا اصح ما وقفت علیہ کہہ کر اس کی تصحیح فرمائی۔ جامع ترمذی جلد ۱ ص ۱۰۸ ام سلمہؓ کی روایت رکعتین بعد الوتر کی ہے مگر اس روایت میں میمون ابن موسیٰ مرائی ہے جو حد درجہ کا ضعیف ہے چنانچہ علامہ ذہبی لکھتے ہیں میمون بن موسیٰ مرائی ضعیف الحدیث وقال احمد کان یدلس وقال النسائی لیس بالقوی میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۳۴

پس یہ روایت تو ضعیف ہو گئی۔ چنانچہ صاحب قوت المغتذی فی شرح ترمذی لکھتے ہیں۔ ھذا مخالف لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا۔ یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے خلاف ہے جس میں آپؐ نے آخر میں وتر پڑھنا فرمایا ہے۔ آگے آئمہ کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، ولا یعتبر ممن یعتقد بسنیۃ ھاتین الرکعتین ویدعوا الیہ بجہالتہ وعدم انسہ بالاحادیث الصحیحۃ ... یعنی ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور جو بوجہ جہالت اور احادیث صحیحہ نہ سمجھنے کے لوگوں کو اس کے پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں اور سنت سمجھتے ہیں، ملاحظہ ہو قوت المغتذی

علی الترمذی جلد ۱ ص ۱۰۸ روایت میں **ضعیف راوی کے آنے سے روایت ضعیف ہو جاتی ہے** جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے الباحث میں اور ابن صلاحؒ نے اپنے مقدمہ میں اور علامہ عبدالعزیزؒ فرہاروی نے کوثر النبی میں تصریح کی ہے، یہ اصول محدثین کے ہاں مسلمہ ہے، جس کی تفصیل ابن ابی حاتم رازی کی کتاب الجرح و التعدیل میں ہے۔ . .

ہم نے اپنے رسالہ "التنقیح المتین فی تحقیق اطلبوا العلم ولو بالصین" میں اس کو پورے بسط کے ساتھ عرض کیا ہے جو انشاء اللہ العزیز باعث تسلی ثابت ہو گی۔ بطور تمثیل کے عرض کیا جاتا ہے کہ خاتم المحدثین و سند المفسرین و قدوۃ آئمۃ الجروح التعدیل امام العصر السید مولانا انور شاہ الکشمیری الدیوبندی رحمۃ اللہ ایک روایت کو راوی کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وفی سندہ کلام من جانب ابی عبیدہ فانہ ضعیف عند المحدثین۔ یعنی اس روایت پر ابو عبیدہ کی وجہ سے اعتراض ہے۔ کیونکہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، آگے چل کر مزید لکھتے ہیں۔ فلا اعلم وجہ اخراجہ مع ضعف الراوی، یعنی باوجود راوی ضعیف ہونے کے اس کو کیوں نقل کیا، ملاحظہ ہو، عرف شذی علی الترمذی جلد ۱ ص ۱۰۸۔ ابوداؤد کے اندر حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔ تیرہ ۱۳ رکعات نماز شب کی اس کے ضمن میں امام بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں۔ فیصیر وترہ ثلاثا ونفلہ ثمانیا والرکعتان للفجر، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۴ ص ۲۔ یعنی آپ کے وتر تین رکعات اور نفل آٹھ رکعات اور فجر کی دو رکعات سنت تھی۔ راقم آثم عرض کرتا ہے۔ چونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کو آخر میں پڑھتے تھے جن کے بعد آپؐ رکعتین قبل الفجر ہی پڑھتے تھے۔ جیسا کہ حدیثوں میں وتروں کے بعد متصل سنت فجر کا ذکر آتا ہے۔ شاید اس وجہ سے آپؐ نے

بعض دفعہ تھک کر بیٹھ کر پڑھ لی جس کی وجہ سے جالساً کا لفظ آتا ہے یہ نہ کہا جائے کہ سنت فجر بیٹھ کر ثابت نہیں کیا کیونکہ ابوداؤد کی روایت میں یہ تصریح موجود ہے کہ آپ نے بین الاذانین دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لی اور یہ ظاہر ہے کہ اذان اور تکبیر کے درمیان فجر ہی پڑھی جاتی ہے چنانچہ مولانا خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں ھذا یحمل علی العذر او بیان الجواز۔ یعنی بیٹھ کر سنت فجر پڑھنا کسی عذر سے تھا یا نفس جواز سمجھانے کے لئے ملاحظہ ہو بذل المجہود فی حل ابی داؤد جلد ۲ صـ۱۲۴۔

پس یہ احتمال یقین کے درجہ میں ہوا کہ وتروں کے بعد آپ سنت فجر ہی پڑھتے تھے اگرچہ امام بیہقی وغیرہ آئمہ حدیث نے یہ فرمایا ہے کہ وتروں کے بعد دو رکعت نفل آپ پڑھ چکے تھے۔ مگر بعد میں آپ نے اس کو ترک فرما دیا تھا۔ امام بیہقی نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ احتمال ہے کہ یہ دو رکعت آپ وتروں سے پہلے پڑھتے تھے ملا علی قاریؒ بھی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں تین جواب دے چکے ہیں، پہلا جواب کہ یہ دو رکعت ابتدا میں پڑھی جاتی تھی بعد میں منسوخ ہو گئی اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا، سے اور دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ دو رکعت وتروں سے پہلے پڑھی جاتی تھی اور تیسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ دو رکعت فجر کی دو سنتیں تھیں۔

حضرت مولانا عبدالعزیز فرہاروی ؒ نے رکعتین بعد الوتر کی روایت بمقابلہ احادیث صحیحہ قولیہ و فعلیہ کے ضعیف قرار دیتے ہوئے بطور تمثیل کے لکھا ہے کہ رکعتین بعد الوتر کی روایت۔ اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا کے مقابلے میں معول ہے یعنی (محتاج تاویل) آگے انہوں نے تین تاویلیں پیش کی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

تمثیل عن ابی امامۃؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یصلی رکعتین بعد الوتر وھو جالس یقرأ فیھما و اذا زلزلت وقل یا ایھا الکفرون رواہ احمد وعن ابن عمرؓ یرفعہ اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا۔ رواہ الشیخان والجواب عنہ بثلاثۃ وجوہ احدھا انکار الحدیث الاول وھو قول مالکؒ ثانیھا ان الحدیث الاول لبیان الجواز والثانی علی الاستحباب ثالثھا ان الرکعتین ملحقان بالوتر وستشکل الامام احمد التطبیق والترجیح فقال لا اصلیھما ولا انھی عنھما کوثر النبی صـ۳۴۔

ابوامامہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورہ زلزال اور دوسری میں سورۃ کافرون پڑھتے تھے۔ عبداللہ ابن عمرؓ کی مرفوع روایت ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ۔ اس کے تین طرح جوابات دیئے گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ وتروں کے بعد دو رکعت کی روایت سے انکار کیا گیا ہے جیسا کہ امام مالکؒ انکار فرماتے تھے دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ پہلی روایت سے صرف جواز ثابت ہوتا ہے جبکہ دوسری روایت میں مستحب بیان ہوا ہے۔ یعنی ابوامامہؓ کی روایت سے زیادہ سے زیادہ وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر جواز ثابت ہوتا ہے لیکن عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت سے وتروں کے بعد نفل نہ پڑھنا ثابت ہوا ہے اور مستحب یہی ہے۔ راقم آثم عرض کرتا ہے کہ اجعلوا صیغہ امر کا ہے اور امر کا موجب بمقتضائے اصول انتہاءً وجوب کا ہے۔ یعنی جہاں امر اور حکم وارد ہو اس سے وجوب ثابت ہوتا ہے لہذا امام مالکؒ نے وتروں کے بعد دو رکعت سے انکار اس لئے فرمایا کہ وجوب جو تقاضہ ہے اجعلوا قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے ہوتے ہوئے دو رکعت صحیح نہیں ہو سکتیں۔ دوسرے جواب کا

منشا ربھی اصولی ہے۔ وہ یہ کہ امر کا موجب کبھی استحباب ہوتا ہے لہٰذا نہ پڑھنا مستحب ہوا۔ ملاحظہ ہو۔ نور الانوار صہ ۱۷ حسامی صہ ۲۱ اصول البزدوی اصول سرخسی ــ ذیل مبحث فی الامر۔ تیسرا جواب کہ رکعتین بعد الوتر وتر ہی کی دو رکعات ہیں گویا راوی نے علیحدہ ذکر کیا لیکن درحقیقت یہ وتروں ہی کی دو رکعت تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ میں ان دو رکعت کو نہیں پڑھوں گا اور نہ منع کروں گا۔ امام احمدؒ کا منع نہ فرمانا احتیاط پر مبنی ہے ورنہ امام احمدؒ جیسے عظیم حامل حدیث بزرگ کا وتروں کے بعد نہ پڑھنا ہی کافی ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے سُئل احمد کیف حفظت الاحادیث کلہا فاجاب ما سمعت حدیثا الا عملت بہ۔ یعنی امام احمد سے پوچھا گیا کہ آپ نے لاکھوں احادیث کیسے یاد فرمائیں، انہوں نے جواب دیا کہ جب بھی میں نے کوئی حدیث سنی ہے اس پر عمل ضرور کیا۔ واضح رہے کہ چوتھا جواب بھی موجود ہے جو ہم فتح الباری اور عمدۃ القاری کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں وہ یہ کہ دو رکعت بعد الوتر سنت فجر تھی چنانچہ اسی جواب کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں واشگاف الفاظ میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو رسالہ ہذا کا صہ ۱۳

ایک علمی شبہ اور اس کا جواب

صحیح مسلم شریف جلد ۱ صہ ۲۵۴ رکعتین بعد الوتر کی روایت میں کان یصلی کے الفاظ آتے ہیں ہمارے دور کے بعض فاضل علماء نے اس سے دوام و استمرار سمجھا ہے۔ چنانچہ ایک گفتگو کے دوران ہمیں یہی معلوم ہوا۔ جبکہ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں اسی حدیث کے ذیل میں اس کا جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں: ولا تغتر بقولہا کان یصلی فان مختار الذی علیہ الاکثرون والمحققون من الاصولیین ان لفظۃ کان لا یلزم منہا الدوام والتکرار ملاحظہ ہو شرح نووی علی المسلم جلد ۱ صہ ۲۵۴، یعنی لفظ کان سے دھوکا نہ کھانا اس لئے

کہ اکثر علماء محققین اصولیین کے نزدیک لفظ کان سے دوام و تکرار لازم نہیں آتا۔

محدث العصر حضرت بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو معارف السنن صہ ۲۶۶ ج ۱، ج ۵ صہ ۱۱۳

رکعتین بعد الوتر کے بارے میں
ملا علی قاریؒ کی آراءِ گرامی۔

ابن ماجہ کی ایک روایت پر کلام کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں ولعلہ کان کلہ قبل قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا۔ یعنی وتروں کے بعد کی رکعت کی جملہ روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے پہلے کی ہے جس میں آپ نے وتر کو آخر میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ امام بیہقیؒ نے جو باب باندھا تھا کہ وتروں کے بعد دو رکعت بعد میں منسوخ ہو گیئں۔ تحقیق ملا علی قاریؒ بھی یہی فرما رہے ہیں۔

(مرقاۃ جلد ۳ صـ ۱۷۷)

سنن دارمی کی ایک روایت جس میں بظاہر وتروں کے بعد دو رکعت معلوم ہوتی ہیں اس پر کلام کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں فیہ دلالۃ علی منع الایتار بواحدۃ والاظہر ان المراد بالوتر ثلاث رکعات ولرکعتان قبلہ نافلۃ قائمۃ مقامَ التہجد وقیام اللیل۔ یعنی اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھنا منع ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ یہاں پر تین رکعت وتر کی مراد ہے اور دو رکعت وتر سے پہلے کی نفل ہے جو تہجد کے قائم مقام ہے اور رات کی نماز کے بھی۔

(مرقاۃ ج۔۳ صـ ۱۷۹)

ملا علی قاریؒ نے یہاں دو باتیں اہم سمجھا دیں۔ پہلی بات یہ کہ یہ دو رکعت درحقیقت قبل الوتر ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ وتروں سے پہلے جو دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں وہی تہجد کے قائم مقام ہے۔ ہم نے

اس سے پہلے فتاویٰ شام کے حوالے سے بھی یہ بات عرض کی تھی کہ عشار کے بعد وتروں سے پہلے تہجد کی نیت سے نفل پڑھنا تہجد کے قائم مقام ہے ملا علی قاریؒ کی عبارت سے یہ مسئلہ مزید واضح ہوا۔ مسند احمد کی ایک روایت جو حضرت ابو امامہؓ کے واسطے سے ہے، جسکے الفاظ سے یہ ہیں کان یصلیھما بعد الوتر وھو جالس کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اس حدیث کے ذیل میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: کان ای اوّل الامر واحیاناً یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں یہ دو رکعت پڑھی تھیں بعد میں یہ نہیں رہیں یا یہ کہ یہ آپ کا باقاعدہ عمل نہیں رہا۔ (مرقاۃ ج۔۳ صـ ۱۷۸)

یہاں پر مندرجہ ذیل فوائد سمجھنے کے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باقاعدہ عمل جو سنت کہلاتا ہے وتروں کے بعد نفل نہ پڑھنے کا ہے اور اس پر آپ کے اقوال وافعال دال ہیں۔

(۲) جن روایات میں بعد الوتر کے الفاظ ملتے ہیں محدثین ان کو منسوخ قرار دے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ناسخ آپ کا قطعی ارشاد " اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا " ہے۔ ملا علی قاریؒ اور امام بیہقیؒ وتروں کے بعد کی دو رکعت کو منسوخ فرماتے ہیں۔

(۳) سنن دارقطنی اور سنن دارمی وغیرہ کی روایات سے وتر کے بعد دو رکعت پڑھنے کو جو تہجد کے قائم مقام فرمایا ہے وہ بھی وتروں سے قبل کی دو رکعت ہیں۔

(۴) عشار کی نماز کے بعد وتروں سے قبل دو رکعت بنیت تہجد پڑھنا تہجد کے قائم مقام ہو سکتی ہے۔ ملا علی قاریؒ اور امام بیہقیؒ اور حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ اس کے قائل ہیں۔

(۵) وتروں کے بعد دو رکعت کی روایات کو امام مالکؒ جیسے عظیم امام الحدیث صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ فانکر الامام

مالکؒ حدیث الرکعتین بعد الوتر وقال لم یصح (لمعات شرح مشکوۃ ج ۴ صـ ۹۰) مرقاۃ ج ۳ صـ ۱۶۳)

(۶) جمہور علماء یعنی محدثین اور فقہاء وتروں کے بعد نفل پڑھنے کو خلاف مستحب فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۱ صـ ۳۸۲، مرقاۃ ج ۳ صـ ۱۷۸، لمعات ج ۴ صـ ۹۰)

ابوداؤد کے ایک نسخے میں یہ موجود تھا کہ وتروں کے بعد دو رکعات نہ پڑھی جائیں قال ابوداؤد اصحابنا لا یعرف الرکعتین بعد الوتر بذل المجہود جلد ۲ صـ ۱۲۴) یعنی امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے، اس سے بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ متقدمین میں ان دو رکعات سے انکار پایا جاتا تھا۔ امام حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ وتروں کے بعد دو رکعات پڑھنے کو ہمارے زمانے کے بزرگ اچھا نہیں سمجھتے تھے ملاحظہ ہو مصنف عبدالرزاق ج ۳ صـ ۳۱ ہمارے حنفی فقہاء نے ان دو رکعتوں کا ذکر اپنی کتابوں میں نہیں فرمایا ہے، جیسا کہ ہم نے احسن المسائل میں بھی ذکر کیا ہے۔

صرف روایت میں آنا عمل کیلئے کافی نہیں

بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہو جاتا ہے ایک چیز جب کسی روایت میں آجاتی ہے تو وہ ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ ایک علمی لغزش ہے جس پر ہمارے بزرگ تنبیہ فرما چکے ہیں۔ روایت میں آجانے کے ساتھ ساتھ فقہاء کا اس چیز کو قبول کرنا ضروری ہے ورنہ روایات میں بعض ایسی چیزیں ذکر ہوتی ہیں جو قابل عمل نہیں ہوتیں یہی حال مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعات پڑھنے کا ہے امام دارمیؒ نے اس پر باب باندھا ہے "باب رکعتین قبل مغرب" دارمی ج ۱ صـ ۲۷۶۔ امام دارقطنیؒ نے بھی "الرکعتین قبل المغرب" پر باب باندھا ہے ملاحظہ ہو سنن دارقطنی ج ۱ صـ ۲۶۴ مگر ہمارے فقہاء نے اس سے انکار کیا ہے اور ناقابل عمل ہے، اس طرح صحیحین کی روایت میں فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر آتا ہے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں

مگر مجتہدین کرام اور فقہاء دین نے قرآن و حدیث کے مسلمہ اصول کے پیش نظر نمازوں کے بعد ایسا ذکر جو دوسروں کے لئے تشویش صلوۃ کا باعث ہو منع فرمایا ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ بزازیہ میں موجود ہے۔ اسی طرح ذکر بعد الصلوۃ کے بارے میں بھی یہی عرض ہے کہ فقہاء دین میں سے کسی نے بھی اس کو اختیار نہیں فرمایا اور آج اہل بدعت اس وجہ سے گمراہی کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں کہ وہ فقہاءِ دین کا دامن چھوڑے ہوئے ہیں۔ علامہ ابن الھمامؒ فرماتے ہیں نمازوں کے بعد ذکر بالجہر کے سلسلے میں لم یعرف احد من الفقہاء قاله. فتح القدیر ج ۱ صـ ۳۸۴۔ فقہاء میں سے کسی نے اسکو نہیں لیا۔

طرفہ تماشہ، بدعتیوں کے اعلیٰ حضرت جن کو یہ لوگ مجدد تک کہہ جاتے ہیں احمد رضا خاں بریلوی حافظ ابن الھمامؒ کو محقق علی الاطلاق کہتے تھے لہٰذا موجودہ زمانہ کے بدعتیوں کو فوراً نمازوں کے بعد ذکر بالجہر چھوڑنا چاہیئے چونکہ ابن الھمامؒ تو حسن اتفاق سے اُن کے اعلیٰ حضرت کے ہاں بھی مستند اور معتمد ثابت ہوئے والحمدللہ علی ذلک نیز اسی خوش فہمی میں مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر والوں نے فتح القدیر بھی طبع کرادی اب مصنف بھی اُن کے ہاں مستند اور کتاب (مصنف) بھی ان کے ہاں کی مطبوعہ اب بھی اگر بدعتی نہ مانیں تو اس کو سوائے ہٹ دھرمی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے ۔؎

کل میاں حجام جہاں مونڈتا تھا اوروں کا سر
آج اسی کوچہ میں خود اس کی حجامت ہو گئی

شاید بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت سے اختلاف کرتے ہوئے محقق علی الاطلاق کو وہابی بالاتفاق کہنا شروع کر دیں مگر پھر بھی یہ ماننا پڑیگا کہ اس قسم کی بدعات میں یہ لوگ حنفی تو کیا کسی بھی فقیہ کے تابع نہیں بلکہ نرے غیر مقلد ہیں اور غیر مقلدیت کی وجہ سے آج فقہاء دین کے مسلمہ اصول سے انحراف کرتے ہوئے تفرقہ اعتقاد اور تفرقہ دین کا باعث بنے ہوئے ہیں یہ بات ہم نے یہاں ضمناً ذکر کردی تفصیلی بحث انشاءاللہ العزیز ہمارے رسالہ احمد رضا خان کا علمی جائزہ میں دیکھی جائے گی۔

خادم الطلبہ

محمد زر ولی خان عفا اللہ عنہ

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم

گلشنِ اقبال۔ بلاک نمبر ۲۔ کراچی

پوسٹ بکس نمبر 17656۔ پوسٹ کوڈ 75300

فون نمبر: 4968356-4818210

تعداد ________ دو ہزار

ایڈیشن ________ پانچواں

شعبۂ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال۔ بلاک نمبر ۲۔ کراچی

جامعہ احسن البنات للعلوم

وأحسن كما أحسن الله إليك (الآية)